عبرت حاصل کریں

تحریر : جناب حافظ مقصود احمد ایڈیٹر ماہنامہ ''دعوۃ التوحید'' اسلام آباد

زلزلہ سے متاثرہ علاقے جوں کے توں تصویر درد بنے ہوئے ہیں، آزمائشوں پر آزمائشیں مزید مشکلات کا پیغام لے کر آ رہی ہیں، ابھی سردی کا آغاز ہے کہ برفباری ریلیف کی کاروائیوں کا پہیہ جام کر رہی ہے۔ آنے والا موسم ان سے کیا سلوک کرتا ہے، متاثرین اور ریلیف کے منتظمین کس طرح سردی کی شدت اور برف کے طوفان کا سامنا کرتے ہیں۔ حکومت اپنی ذمہ داریوں سے کس طرح عہدہ برآ ہوتی ہے؟ یہ ہم سب کا امتحان ہے۔ ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ کہنے والے جو چاہیں کہتے رہیں، کوئی اس کو زمانے کا تصرف کہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت کے منکرین شروع سے کہتے چلے آ رہے ہیں۔ ﴿وما یھلکنا الا الدھر﴾ (الجاثیۃ ۲۴) ''ہمیں ہلاک کرتا ہے تو زمانہ ہی کرتا ہے''۔

کوئی اس کو زمین کی تہہ میں پلیٹوں کی حرکت اور ان کا آپس میں ٹکرا جانا کہے، کوئی کہنے والا بے شک اسے ناگہانی آفات کہے، کوئی اس کو متاثرہ علاقوں کے مکینوں کی شامت اعمال کہے، ہم کہتے ہیں یہ حادثہ صرف متاثرین کیلئے نہیں پورے پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے بھی نہیں، یہ تو کائنات میں بسنے والے تمام انسانوں حتیٰ کہ قیامت تک آنے والوں کیلئے باعث عبرت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت بڑی دلیل ہے، ہم اس واقع کو قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم سبا، آل فرعون اور لشکر ابرھہ پر آنے والے عذابوں سے تشبیہ نہیں دیتے، کیونکہ یہ سابقہ عذاب اللہ کی توحید کے منکروں، اللہ کے دین کے باغیوں، انبیاء علیہم السلام کے دشمنوں اور یوم آخرت کی تکذیب کرنے والوں پر نازل ہوئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا، ان کیلئے دنیا و آخرت کے عذابوں کو جمع کر دیا، جبکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم (زلزلہ) مسلمانوں کے علاقوں میں آیا جہاں مساجد، مدارس اور اہل اللہ کی تعداد بھی کم نہ تھی۔ البتہ جانی و مالی نقصان کے اعتبار سے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ظہور کے اعتبار سے یہ واقعہ قرآن مجید میں بیان کردہ تمام واقعات سے ملتا جلتا ہے، قوم نوح اور قوم عاد و ثمود کا تذکرہ سب سے زیادہ ہوا ہے۔ ان حادثات میں مرنے والوں کی تعداد شاید ان کی تعداد سے کہیں کم ہو جو ہماری آنکھوں کے سامنے، ہمارے ہاتھوں میں اور ہمارے ہسپتالوں میں فوت ہوئے۔

ایک ایک چھت کے نیچے ستر ستر اسی اسی بچے دفن ہو گئے ہوں۔ تاریخ میں ایسے واقعات بہت کم ہوں

مبتلا ہوگئی۔کائنات کے نظام میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ضابطے نا قابل تغیر اور نا قابل تبدیل ہیں۔انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کے قوانین میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ چنانچہ جو قومیں اللہ تعالیٰ کی شریعت پر چلتی ہیں اور انبیاء کے طریقے پر قائم رہتی ہیں۔ وہ یقیناً اپنے بلند مقاصد کو حاصل کر لیتی ہیں، اپنے انجام خیر تک پہنچ جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کی مدد کرتا اور ان کا خیال رکھتا ہے۔واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوقات کے درمیان حسب ونسب کا کوئی رشتہ نہیں، کوئی امت اگر اللہ کے حکم سے روگردانی کرتی ہے۔اس کے احکام کی مخالفت کرتی ہے اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کو پس پشت ڈال دیتی ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ اس امت کو آزمائش اور تکالیف کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دوبارہ اپنے دین کی طرف لوٹ آئے۔اگر لوگ اللہ کے احکام کی نافرمانی کریں اور دین کے احکام میں کوتاہی کرنا شروع کر دیں تو اللہ کیلئے ان کو عذاب دینا کوئی مشکل کام نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اللہ اس (نعمت) کو جو کسی قوم کو (حاصل) ہے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے“۔اسی طرح صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث میں آتا ہے، ”سیدنا ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو بھی غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن ان چیزوں کا ارتکاب کرنے لگے جو اللہ نے اس پر حرام کی ہیں“۔علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں، یہ بات پیش نظر رہے کہ گناہ اور نافرمانی بہرصورت نقصان پہنچاتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ان کا نقصان دلوں میں ایسا ہے جیسا کہ جسم کے اندر زہر اثر کرتا ہے اور اس دنیا و آخرت میں کوئی عذاب اور بیماری ایسی نہیں ہے کہ جس کا سبب گناہ اور نافرمانی نہ ہو“۔

قرآن کریم نے بہت ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے، خاص طور پر ان لوگوں کے واقعات جنہوں نے اپنے رسولوں کی بشارت کو جھٹلایا۔ان کے احکام کو جھٹلایا اور اس سے عبرت حاصل نہیں کی۔ان کے واقعات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو فکر مند دلوں کیلئے عبرت اور نصیحت کی بہت سی باتیں اس کے اندر ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”تو ہم نے سب کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا، ان میں کچھ تو ایسے تھے جن پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور کچھ ایسے تھے جن کو چنگھاڑ نے آ پکڑا اور کچھ ایسے تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کچھ ایسے تھے جن کو غرق کر دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ تم پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں“۔

کسی شاعر کا قول ہے کہ جب تم نعمتوں میں ہو تو ان نعمتوں کا خیال رکھو، اس لئے کہ گناہ ان نعمتوں کو

خلاف کردوں اور وہ اپنی دیواریں اور چھتیں تم پر گرادیں۔ اگر میں چاہوں تو تمہارے پاؤں تلے سے زمین کوشق کر دوں اور وہ تمہیں نگل جائے۔ میں چاہوں تو وہ پہاڑ جن پر تم پیائش کیا کرتے تھے کہ یہ میرا ہے، انہی پہاڑوں کے تودے تمہارے اوپر گرادوں۔ اگر میں چاہوں تو پل بھر میں تمہاری دوکانوں، پلازوں، ٹاوروں اور محلات کو تمہارا قبرستان بنادوں، تمہاری حیثیت کیا ہے؟

کتنے تعجب کی بات ہے کہ ریلیف کا سامان لے کر کوئی کینیڈا اور امریکہ سے آرہا ہے کوئی آسٹریلیا و جاپان سے آرہا ہے۔ (انسانی ہمدردی کے اعتبار سے یہ ایک اچھا کام ہے) اقصائے مشرق سے لے کر انتہائے مغرب تک سے ٹیمیں پہنچ گئیں اور امدادی کاروائیوں میں مصروف ہوگئیں۔ پھر تباہی کے مناظر کو اپنی آنکھوں سے اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے دیکھ بھی لیا، مگر عبرت حاصل نہ کی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اعتراف نہ کیا۔ اس کی سطوت و جبروت کا ڈر نہ آیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ حادثہ ایک اعتبار سے منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن مجید اگر پہلی قوموں کے واقعات ذکر فرما کر ہمیں ڈرنے اور عبرت حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے تو یہ واقعہ ان تمام واقعات سے زیادہ عبرت والا ہے کہ یہ ہماری آنکھوں کے سامنے رونما ہوا، ذرائع ابلاغ نے پوری دنیا کو دکھایا قدرت کے ایسے ایسے عجوبے معرض وجود میں آئے کہ کوئی انسان ان کا تصور بھی نہ کرسکتا تھا۔ اگر ایک قبیلے کے لوگ کسی قوم کی تباہی کے ہزاروں سال بعد وہاں سے گزرتے ہیں تو قرآن مجید ان کو جھنجھوڑ کر کہتا ہے ﴿**و انکم لتمرون علیھم مصبحین و باللیل افلا تعقلون**﴾ (الصفت ۱۳۸)۔ ''اے لوگو! تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے، تمہاری عقل کہاں کھوگئی، تم ان تباہ حال لوگوں اور بستیوں کے پاس سے گزر کر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے''۔

اگر قرآن مجید اہل مکہ کی اس بات پر مذمت کررہا ہے کہ وہ قوم لوط کی بستیوں کے پاس سے گزرنے کے باوجود سبق حاصل نہیں کرتے، تو کیا دنیا میں بسنے والے انسان جن کی اکثریت نے براہ راست یا ذرائع ابلاغ کے ذریعے زلزلے کی تباہیوں کا مشاہدہ کیا ہے قابل مذمت نہیں ہیں؟ کیا ہم نے نہیں سنا کہ کئی دنوں تک گری ہوئی عمارتوں کے نیچے دبے ہوئے انسان مدد کو چیختے چلاتے رہے، پانی کی بوند بوند کو ترستے رہے مگر کوئی ان کی مدد کو نہ پہنچ سکا؟ کیا ہم نے نہیں سنا کہ کتنے ہی ہمارے بھائی، بہنیں، بیٹے اور بزرگ ایسے تھے جنہیں نہ کفن ملا نہ جنازہ، نہ کوئی انہیں غسل دینے والا تھا اور نہ کوئی لحد تیار کرنے والا، انہیں گڑھے کھود کر زمین کے سپرد کردیا گیا، کتنے ہی ایسے تھے جو یہ مناظر دیکھ کر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے، ہزاروں کی تعداد میں کتنے ہی وہ مریض ہیں جو زندگی بھر کیلئے بستروں کے ہوکر رہ گئے، اگر اس کے باوجود ہم من حیث القوم عبرت حاصل نہیں کرتے اور اجتماعی طور پر اپنی

اصلاح کی طرف قدم نہیں اٹھاتے تو پھر کس چیز کا انتظار ہے؟ ﴿أفأمنوا مكر الله فلا يأمن مكر الله الا القوم الخسرون﴾ (الاعراف ۹۹) ''اللہ کی پکڑ سے وہی بے خوف ہوتے جو خسارہ پانے والے ہوں۔

بقیہ حج

قدوم کی طرح اضطباع، احرام اور رمل کی ضرورت نہیں۔ تاہم طواف کا طریقہ وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اگر کوئی شخص اس دن طواف نہ کر سکے تو وہ بعد کے تین دنوں میں کسی بھی وقت کر سکتا ہے۔ اس طواف کے بعد حاجی کیلئے احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ مباشرت بھی جائز ہے۔

سعی: اس طواف کے بعد حج تمتع کرنے والے کیلئے صفا و مروہ کی سعی بھی ضروری ہے۔ نیز حج قران اور حج افراد کرنے والوں نے اگر اس سے پہلے سعی نہ کی ہو تو وہ بھی ضرور کریں ورنہ پہلی ہی کافی ہے۔ سعی کا طریقہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ ۱۰ ذوالحجہ کے یہ کام بالترتیب رسول اللہ ﷺ نے انجام دیے۔ اگر یہی ترتیب ملحوظ رکھی جائے تو بہتر ورنہ تقدیم و تاخیر میں کوئی حرج نہیں۔

مکہ سے منیٰ: طواف زیارت کے بعد واپس منیٰ میں آ کر رات گزاری جائے اور اس کے بعد بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کی راتیں بھی منیٰ ہی میں گزارنا واجب ہے۔

کنکریاں مارنا: ان تین ایام (گیارہ، بارہ اور تیرہ) میں روزانہ سورج ڈھلنے کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں ماری جائیں۔ سب سے پہلے جمرہ صغریٰ (چھوٹے جمرہ) کو کنکریاں ماری جائیں۔ یہ جمرہ منیٰ کی طرف ہے اس کے بعد جمرہ وسطیٰ (درمیانی جمرہ) کو اور پھر جمرہ عقبہ (سب سے بڑے جمرہ) کو کنکریاں ماری جائیں۔ پہلے دونوں جمرات کو کنکریاں مار کر تھوڑا سا دور ہٹ کر دعا کریں، لیکن تیسرے جمرے کو کنکریاں مارنے کے بعد وہاں رکیں نہ دعا کریں۔ کوشش کریں کہ تینوں جمرات کو کنکریاں مارتے وقت آپ کی بائیں جانب مکہ اور دائیں جانب منیٰ ہو اگر مشکل ہو تو کوئی حرج نہیں۔

طواف وداع

حج مکمل کرنے کے بعد مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے سے پہلے ایک مرتبہ پھر طواف کرنا ضروری ہے۔ اس طواف میں بھی احرام، اضطباع اور رمل کی ضرورت نہیں۔ اس طواف کے بعد آپ کا حج مکمل ہے۔ ان شاء اللہ۔